پختہ عزم اور حمد کے ساتھ لوگوں کے دل خدا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴؍ اکتوبر ۱۹۸۰ء بمقام مسجد مارٹن روڈ کراچی)

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

بیرونی ممالک کے دورہ میں جو کچھ دیکھا اور ارواح نے محسوس کیا اور پھر جو ذمہ داریاں ہم پر پڑتی ہیں وہ آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں۔ بارہ ملکوں کا میں نے دورہ کیا اس عرصہ میں۔ ہر ملک کے حصے کم وبیش تین چار دن سے لے کر آٹھ دس دن تک آئے۔ بس ایک حرکت تھی بڑی تیز جس میں کمی واقع نہیں ہوئی اور اب ہم جب آرام سے بیٹھیں گے اگر آرام ملا کیونکہ آگے پھر کام انتظار کر رہا ہے پھر دماغ شروع سے لے کر آخر تک جو ہوا اس پر غور کرے گا اور زیادہ گہرے نتائج نکالے گا۔

سوئٹزرلینڈ یورپ میں ایک ملک ہے جس میں ہم گئے۔ اس کی پریس کانفرنس کی رپورٹ اکیس اخبارات میں چھپی جو ان ملکوں کے لحاظ سے بڑی کامیابی ہے۔ اس کے علاوہ ایک فرانسیسی اخبار نے لندن پریس کانفرنس کی رپورٹ ایک پورے صفحے پر دی اور بہت ہی اچھی دی اور اس کے علاوہ آخر میں اس صدی کا ایک عظیم واقعہ ہوا، بہت ہی عظیم واقعہ یعنی سپین میں مسجد کی بنیاد رکھا جانا، وہ خبر بھی سوئٹزرلینڈ نے بھی دی۔ اس طرح تئیس اخبارات نے اسلام کے متعلق وہ باتیں لوگوں تک پہنچا دیں جو میں ان کے سامنے رکھتا رہا اور جو میں ان کے سامنے رکھتا رہا وہ مختصراً یہ تھا میں نے تفصیل سے ان کو بتایا تھا ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو گھنٹے کی پریس کانفرنس

رہتی تھی کہ اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے اور اسلام انسان کے حقوق کو قائم کرتا ہے۔ یہ جو ہیومن رائٹس (Human rights) آپ کے کانوں میں پڑ رہا ہے یو۔این۔او کی آرگنائزیشن (Organisation) بھی اس کے اوپر کام کر رہی ہے۔ خود آج کا یورپ یہ سمجھ نہیں پاتا کہ ہیومن رائٹس حقوق انسانی کا کیا مطلب ہے اور اس کی تعیین کیسی کی جانی چاہیئے؟ اسلام نے انسان کے حقوق کی تعیین کی، ان کی وضاحت کی، ان کی ڈیفینیشن (Definition) تعریف کی اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری لی۔ عظیم مذہب ہے اسلام۔ جہاں تک ان عظیم حقوق انسانی کا سوال ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے قائم کیا اور قائم رکھنے کے سامان پیدا کئے ان میں مسلم وغیر مسلم میں کوئی تمیز نہیں کی کیونکہ جو ہندو ہے وہ بھی خدا کا بندہ ہے خدا نے اسے پیدا کیا۔ جو پارسی ہے اسے بھی خدا نے پیدا کیا۔ جو بدمذہب ہے اسے بھی خدا نے پیدا کیا۔ جو دہریہ ہے اور خدا تعالیٰ کو گالیاں دینے والا ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے خلاف ابیوزِو لینگویج (Abusive language) استعمال کرنے والا ہے ان کو بھی خدا تعالیٰ نے پیدا کیا۔ اللہ کہتا ہے جو یہ کرتے ہیں انہیں کرنے دو لیکن جو میں نے حقوق ان کے قائم کئے ہیں وہ بہر حال ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان کو قائم کرے اور قائم رکھے۔

بڑی عظمت ہے اسلامی تعلیم میں اور بڑی موثر ہے یہ تعلیم۔ میں تھوڑا سا ہٹ کے ایک بنیادی چیز بتا رہا ہوں پھر میں جلدی سے نکلوں گا آؤٹ لائن (Out line) میں۔ اتنا اثر ہے اس تعلیم کا کہ بریڈفورڈ میں، اب آخر میں پانچ نئے مرکز جائیدادیں خرید کے نماز کیلئے، مبلّغ کے لئے انگلستان کی جماعت نے بنائے ہیں، ان میں ایک بریڈفورڈ بھی ہے۔ بہت بڑی عمارت اللہ کے فضل سے ان کو مل گئی ہے اس کے افتتاح کے لئے میں گیا۔ وہاں کے نائب میئر آئے ہوئے تھے ان سے کچھ باتیں ہوئیں۔ ان کے سامنے ہی پریس کانفرنس غالبًا ہوئی تھی۔ باہر نکلتے ہوئے وہ ایک احمدی کو کہنے لگے کہ جو باتیں انہوں نے کی ہیں اگر سارے لیڈر ایسی باتیں کرنے لگیں اور ان کے لئے یہ کوشش بھی کریں۔ پھر کہنے لگے کہ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ سارے مسلم لیڈر بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ سارے عیسائی اور دوسرے لیڈر اور مسلمان لیڈر ایسی باتیں کریں جو ان کے منہ سے آج میں نے سنی ہیں تو دنیا سے فساد دور ہو جائے۔ اسلام فساد کی

جڑیں کاٹنے کے لئے آیا ہے فساد کو ہوا دینے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ یہ تفصیل میں نے اس لئے بتا دی کہ ہر جگہ یہی سامنے ان کے رکھنا پڑتا تھا۔ بہت ساری غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں ان میں۔ پیدا ہم ہی کر دیتے ہیں بعض دفعہ۔ بہرحال یہ پیغام ان تک سوئزرلینڈ میں پہنچا اور یہ خبر چھپ گئی اور قریباً سب کو اطلاع ہوگئی کہ کیا ہے اسلام کا مشن اور کیا ہے اسلام کی تعلیم؟

جرمنی میں دو جگہ پریس کانفرنس ہوئی۔ فرینکفرٹ اور ہیمبرگ دونوں جگہ مسجد ہے اور مبلغ ہے۔ وہاں کے بھی اخباروں نے دیا۔ پھر تیسر ملک ڈنمارک وہاں بھی غیروں کے سامنے باتیں ہوئیں۔ پھر چوتھا ملک سویڈن، گوٹن برگ وہاں بھی غیر ملے، پریس کانفرنس ہوئی چھپی بھی۔ پھر اس کے بعد ناروے میں ایک نئی عمارت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی اچھی جگہ ملی ہے۔ ایک ایسی لوکیلٹی (locality) میں ایسے علاقہ میں جہاں شرفا بستے ہیں اور بڑے امیر لوگ بستے ہیں ان میں ایک غریب چراغ بھی ٹمٹمانے لگا۔ اب ہماری جماعت تو غریب ہے لیکن ضرورت وہاں بڑی تھی کیونکہ ان تین ملکوں میں سب سے زیادہ جماعت ناروے کا دارالخلافہ اوسلو ہے وہاں اکٹھے ہونے کیلئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ اس کے نتیجہ میں جب کسی گھر میں نماز ہو رہی ہو تو انسان انسان میں کچھ بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے تو اگر گھر والے سے بدمزگی پیدا ہوئی ہے تو وہاں ہچکچاتے ہیں ایسے لوگ۔ پھر نماز ادا کرنے کیلئے بھی جانے سے پرہیز کرنے لگ جاتے ہیں۔ بچے اکٹھے ہوں، شور مچائیں، وہ اسلام کے سبق سیکھیں اس میں دقّت پیدا ہو جاتی ہے۔ بہرحال وہ جگہ مل گئی بڑی اچھی وہاں بھی پریس کانفرنس ہوئی۔ وہاں سے بھی اکیس اخباروں کے تراشے ہمیں مل چکے ہیں۔ وہاں ایک صحافی کہنے لگے ناروجیئن کہ یہ جو دوسرے فرقوں کے مسلمان ہیں وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے آپ کو 'ناٹ مسلم' (Not Muslim) قرار دے دیا ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے انہوں نے 'ناٹ مسلم' ہمیں قرار دیدیا ہے۔ پر سوال یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں 'ناٹ مسلم' قرار دیا ہے یا نہیں؟ قرآن کریم میں یہ آیت ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا (الحجرات:۱۵) ان کے لئے تو اعراب کا ترجمہ میں نے کیا تھا 'A section of Muslim' کیونکہ اعراب کے معنی سمجھنے میں ان کو دقّت ہوتی ہے۔ بہرحال ایک حصہ اعراب کا کہتے ہیں اٰمَنَّا ہم مومن ہیں۔ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے انہیں کہہ دو تم مومن نہیں ہو۔ آیت کا اگلا حصہ میں پہلے لے لیتا ہوں۔ وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اس لئے تم مومن نہیں ہو۔ یہ اللہ جو دلوں کا حال جاننے والا ہے اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ان کو کہہ دو تم مومن نہیں ہو قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوا۔ وَلٰكِنْ قُولُوٓا اَسْلَمْنَا اس کے باوجود اللہ تمہیں اجازت دیتا ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہو۔ بڑی عجیب آیت ہے۔ میں نے وہاں اس کو سمجھایا۔ میں نے کہا کہ دیکھو قرآن کریم میں یہ لکھا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں یہ لوگ ہمیں جو مرضی کہتے رہیں ہم ان کو ’نا ٹ مسلم‘ (Not Muslim) نہیں کہہ سکتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم مومن ہیں۔ ہم ان کو زیادہ سے زیادہ ’ناٹ مومن‘ کہہ سکتے ہیں، ناٹ مسلم نہیں کہہ سکتے، یہ جو مرضی کہتے رہیں۔ سمجھدار لوگ ہیں انہوں نے مسئلے کو سمجھ لیا اور ایک سب سے بڑے اخبار نے لکھ دیا پھر نمایاں کر کے لکھ دیا مسلمانوں کی جماعت کے امام سے وہاں یہ باتیں ہوئیں۔ ان کو وہاں بعض لوگوں نے تنگ کیا کہ ہم نے ان کو غیر مسلم قرار دے دیا تم نے کیونکہ ان کو لکھ دیا مسلمان؟ تو اس نے ایک سب ایڈیٹوریل (Sub editorial) لکھا۔ ایڈیٹوریل ایک بڑا لکھنے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بھی لکھ دیتے ہیں یہ۔ اچھا کوئی میرے خیال میں پندرہ، بیس سطروں کا ہوگا۔ اس کے آخری دو فقرے یہ تھے کہ دس ملین (Ten Million) کی ایک جماعت اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے جب تک یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے رہیں گے ہم ان کو مسلمان لکھتے رہیں گے، تو ان کو تو سمجھ آ گیا مسئلہ وہاں۔ بہرحال ساری دنیا کو سمجھ آ جائے گا آپ فکر نہ کریں انشاء اللہ۔ میں نے بتایا اکیس اخباروں نے وہاں یہ باتیں جو تھیں کسی نے زیادہ تفصیل سے کسی نے کم وہ لکھیں۔

پھر اس کے بعد ہالینڈ میں گئے۔ وہاں باتیں کیں ان کی۔ ان کو سمجھایا کہ یہ جو آپس میں انسان لڑ پڑتا ہے انسانوں سے، اس کے مذہب کا تو کوئی قصور نہیں ہوتا۔ پہلی دفعہ ذرا ان کو جھنجھوڑنا پڑا۔ میں نے کہا دیکھو دو عالمگیر جنگیں ورلڈ وار (World war) اس صدی میں ہوئیں۔ ’Christian fighting against the Christian‘ عیسائی، عیسائی سے لڑ رہا تھا۔ پر ہم نے کبھی نہیں سوچا کہ عیسائیت کو جوش دیں کہ یہ سب عیسائیت کی خرابی ہے کہ یہ

آپس میں لڑ پڑے۔ عیسائی تھے وہ عیسائی پولیٹیکل لیڈر تھے۔ ان کے اپنے پلیٹ فارم تھے وہ آپس میں لڑے۔ مِلینز اینڈ مِلینز (Millions and Millions) آدمی مارے گئے، زخمی ہوئے مگر ہم نے عیسائیت پر الزام نہیں لگایا۔ اگر مسلمان دو لڑ پڑیں تو تم اسلام کو کیوں بدنام کرنے لگ جاتے ہو۔ تم میں کوئی سمجھ ہونی چاہیئے۔ بہرحال سمجھانے کی کوشش کی۔

پھر نائیجیریا اور غانا۔ بڑا افسوس ہے دوسرے ملکوں میں نہیں جا سکا۔ ان دونوں ملکوں میں انقلاب عظیم بپا ہو چکا ہے۔ شکلیں مختلف ہیں۔ نائیجیریا کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑھ چکی ہے لیکن جو انقلاب جس کو میں کہتا ہوں وہ تعداد کی زیادتی نہیں بلکہ ذہنی انقلاب ہے۔ وہ ریاستیں اکیس ریاستیں یا انیس ریاستیں ہیں غالباً اس وقت نائیجیریا کی صوبے جس کو کہا جاتا ہے یا امریکہ ریاستیں کہتا ہے ہم صوبے کہتے ہیں۔ بعض ایسے صوبے تھے ۱۹۷۰ء میں جب میں پہلی دفعہ وہاں گیا ہوں کہ اُس صوبے میں اگر کوئی احمدی سیر کرتے ہوئے بھی چلا جاتا تھا تو ان کی آنکھوں میں خون اتر آتا تھا۔ اتنا سخت تعصّب تھا اور اتنی سخت مخالفت تھی اور اب یہ حال ہے کہ ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ اور سکول کھولیں اور ہسپتال کھولیں اور بڑے دلائل دے کر۔ بڑا مزہ آیا وہ دلائل سُن کے بھی۔ لیکن اس وقت تفصیل میں جانے کا وقت نہیں لیکن یہ انقلابِ عظیم ذہنی طور پر ہو گیا۔ باقی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ الارو (Eloro) ایک اسّی میل جگہ ہے لیگوس سے، وہاں ایک ہی جمعہ پانچ دنوں میں تھا وہ انہوں نے کہا تھا وہاں پڑھنا ہے۔ چار مساجد پہلے بن چکی ہیں۔ وہ غریب سی جماعت اور اب جامع مسجد بنائی تھی جس کے افتتاح کے لئے انہوں نے مجھے کہا تھا کہ یہاں جمعہ پڑھیں آ کے۔ وہاں چلا گیا۔ ہزاروں احمدی مرد وزن وہاں جمع تھے۔ انہوں نے ایک وین (Vain) بنائی ہوئی ہے اپنے خرچ پر اور چار پانچ سکوٹر لئے ہوئے ہیں اپنے خرچ پر اور جو دن فارغ ہوتا ہے وہ سب سے زیادہ مصروف ہوتا ہے ان کے لئے۔ باہر نکل جاتے ہیں اور تبلیغ کرتے ہیں اور چودہ جماعتیں الارو کے ماحول میں پیدا کر چکے ہیں۔ یہ وہ علاقہ ہے جس کے متعلق بعض لوگوں نے یہاں مشہور کر دیا تھا کہ ہر احمدی کو ہم نے اپنے جیسا مسلمان کر لیا ہے اور کوئی احمدی وہاں نہیں رہا۔ وہاں جا کر دیکھا تو وہاں کی شان ہی کچھ اور تھی۔ ایک شخص میرے پاس آیا وہاں ہمارا سکول کوئی نہیں۔ کہنے لگا کہ آپ یہاں سکول

کھولیں ہائر سیکنڈری سکول ایف۔اے تک۔ اوراس طرح باتیں کر رہا تھا کہ میں سمجھا کہ یہ ایسا مسلمان ہے، احمدی تو نہیں لگ رہا تھا وہ کہ جس کے دل میں بڑا درد ہے اور سمجھتا ہے کہ عیسائیوں کا یہاں سکول ہے تو یہاں مسلمان کا ہونا چاہیئے تا کہ مسلمان بچے خراب نہ ہوں۔ بعد میں میں نے پوچھا تو کہنے لگے یہ یہاں کا میئر تھا شاید اس ٹاؤن شپ کا اور خود عیسائی تھا اور عیسائیوں کا وہاں سکول ہے اور وہ کہہ رہا تھا کہ یہاں اچھا سکول چاہیئے۔ اتنی عزت وہاں جماعت احمدیہ کے سکولوں کی ہوگئی ہے۔

غانا میں ایک دوسرا انقلاب ہے کثرت تعداد اور رعب کا یعنی اتنا رعب وہاں غانا کے ملک میں جماعت احمدیہ کا پیدا ہو چکا ہے کہ جو بریف (Brief) باہر گئی ہے وہاں سے لوگوں نے جو بھیجی ہے اور جو وہاں دیکھا ہم نے حال وہ یہ سمجھ گئے ہیں کہ پہلے تو گئے تھے نا یہ عیسائی دو حصوں میں کیتھولیک اِزم (Catholicism) اور پروٹسٹنٹ (Protestant)۔ تو آرچ بشپ آف کنٹربری اور پوپ کی بڑی بڑی تصاویر جو ہیں وہ بعض جگہ انہوں نے لگائی ہوئی تھیں طبعاً اور اب پہلی بار اس دورے پر انہوں نے ان دو تصویروں کے ساتھ ایک تصویر کا اضافہ کیا اور وہ میری تصویر لگا دی۔ اب مجھ تو کوئی ضرورت نہیں اس تصویر کی کیونکہ میں اس حقیقت پر قائم ہوں علٰی وجہ البصیرت کہ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (النساء:۱۴۰) خدا تعالیٰ نے جو عزت مجھے عطا فرمائی ہے میں تو، میرا ذرّہ ذرّہ میرے جسم کا اور میری روح کا ہر پہلو جو ہے وہ اس کی حمد پڑھتا رہے تب بھی میں حمد ادا نہیں کر سکتا لیکن یہ جماعت احمدیہ اور اسلام کی فوقیت وہاں ثابت کر دی خدا نے کہ وہ مجبور ہو گئے ایک عاجز انسان کی تصویر ان کے مقابلے میں لگانے کیلئے۔ اور حکومت وقت اپنے اعمال سے ثابت کر رہی ہے کہ ہم انہیں نظر انداز نہیں کر سکتے اس وقت جماعت احمدیہ کو۔ انقلاب عظیم وہاں بپا ہو گیا۔

اس کے علاوہ میں کینیڈا اور امریکہ گیا۔ کینیڈا بھی کئی ہزار میل ہے میرے سفر پہ یہ دیکھیں۔ ویسے کام جب میں کر رہا ہوں اس وقت مجھے ایک ذرّہ بھر بھی کوفت نہیں ہوتی جب کام ختم ہو جاتا ہے پھر تکان محسوس کرتا ہوں۔ جس وقت ہمارا جہاز اترا ٹورنٹو میں اس وقت مجھے جاگے ہوئے اس سفر کے لئے سترہ گھنٹے سے زیادہ ہو چکے تھے اور مجھے کہنے لگے وہ ریڈیو والے

کہتے تھے اُن کو بلالیں۔ میں نے کہا میں نے وقت نہیں بدلا تھا میں نے کہا یہ وقت دیکھیں چھ بجے صبح اٹھا تھا اور جب میں سویا ہوں تو چھبیس گھنٹے ہو چکے تھے یعنی چھبیس گھنٹے میں نے ایک منٹ بھی نیند نہیں لی اور اس کے بعد میں سو گیا چند گھنٹے۔ پھر کام کیا اپنا اور ملاقاتیں کیں۔ دو دن تھے وہاں بڑے مصروف کاٹے۔ پھر کیلگری گئے۔ ان دونوں جگہ جو مختصراً بتاؤں وہاں کی انتظامیہ پر اتنا اچھا اثر ہے احمدی احباب کا کہ وہ تعریف کرتے نہیں تھکتے تھے ان کی۔ کینیڈا میں بہت زیادہ امیگرینٹس (Immigrants) باہر سے جا رہے ہیں۔ صرف کیلگری میں انہوں نے بتایا کہ دو ہزار امیگرینٹس (Immigrants) ماہوار ہم وصول کر رہے ہیں اس ٹاؤن شپ (Town Ship) میں اور سٹیزن شپ (Citizen Ship) جج انہوں نے مقرر کئے ہوئے ہیں جو فیصلہ کرتے ہیں سٹیزن شپ دینے کا۔ ٹورنٹو کے جج جو فلپائن کے رہنے والے تھے وہ ملنے کے لئے آ گئے، باتیں کرتے رہے۔ میں نے کہا مجھے بتائیں کتنی زبانیں یہاں بولی جاتی ہیں؟ میرا مطلب تو ٹورنٹو کا ہی تھا وہ سمجھے کینیڈا میں۔ کہنے لگے مجھے کینیڈا کا نہیں پتا کتنی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ٹورنٹو اور اس کے ماحول میں اکہتر زبانیں اور ڈائیلیکٹس (Dialects) بولی جاتی ہیں اتنے لوگ مختلف جگہ سے آئے ہوئے ہیں اور جماعت احمدیہ کے احباب جو ہیں وہ انتظامیہ سے تعاون کرتے ہیں تا کہ لڑائی جھگڑا نہ ہو اور پیار سے سارے رہیں اور اتنی تعریف کی کیلگری میں بھی اور وہاں بھی ان کے میئر اور سارے لوگ Full of praise for Ahmadies and Ahmadiyyat and islam really. اسلام کی تعریف ہے نا جنہوں نے ایک شخص کو جو اسلام پر عمل کرے اس کو ایسا خوبصورت بنا دیا کہ دوسرا تعریف کرنے پر مجبور ہو جائے۔

ہاں کیلگری میں میں نے انہیں کہا تھا کہ تمہارے جو چوٹی کے سکالرز (Scholars) ہیں عالم اُن سے ملاؤ مجھے۔ تقریر نہیں میں کروں گا۔ چنانچہ وہاں چوٹی کے پانچ سات عالم جو تھے ان سے گفتگو ہوئی بڑی اچھی اور بہت مفید۔

پھر سان فرانسسکو گئے۔ وہاں ملاپ زیادہ احمدیوں سے رہا۔ ایک ہزار سے زیادہ اکٹھے ہو گئے تھے اردگرد کے علاقے سے یونائیٹڈ سٹیٹس (United State) میں۔ وہاں سے واشنگٹن۔ واشنگٹن میں ہر جگہ ان کا ہے فارمل (Formal) ایک ویلکم (Wellcome)۔ یا ویلکم

(W e l l c o m e) کا خط میئر کی طرف سے آ جا تا ہے کہ ہم اپنے شہر میں آپ کو Wellcome کرتے ہیں فارمل ہے وہ تو آتے رہے ہر جگہ یہاں واشنگٹن میں ریسیپشن (Reception) پر چوٹی کے آدمی پہنچ گئے تھے ان سے گفتگو بڑی اچھی رہی اسلام کی تعلیم حقوق انسانی پر۔ میں نے بتایا کہ یو۔این۔او جو یونائیٹڈ سٹیٹس (United Satates) میں ہے وہ بھی حقوق انسانی کو نہیں سمجھی ہوئی۔ اسلام سمجھا اور اس نے حقوق قائم کئے ہیں۔ جب اسلام کی باتیں ان سے کریں تو اتنا اثر لیتے ہیں کہ کوئی حد نہیں۔ بہت سے چوٹی کے آدمی تھے اس ریسیپشن (Reception) میں جنہیں اسلام کی باتیں بتانے کا موقع مل گیا۔ اس کے علاوہ ایک لنچ پر آٹھ، دس چوٹی کے آدمی اکٹھے ہوئے ہوئے تھے۔ حیران ہو کے سُنتے کہ اچھا اسلام یہ کہتا ہے۔ اعتراض بعض دفعہ کر دیتے ہیں کہ فلاں مسلمان تو یہ نہیں کر رہا۔ میں نے کہا مسلمان کی بات چھوڑو میں تو اسلام کی بات کروں گا۔ یہاں ایک تصویر آپ نے دیکھی ہوگی پریس کانفرنس لنڈن کی۔ قرآن کریم میں ساتھ رکھتا رہا ہوں۔ وہاں ایک بڑا اچھا فوٹوگرافر ہے اتفاق سے اس سے ایک میری تصویر مل گئی جس میں میرے ہاتھ میں قرآن ہے۔ تو وہ کہنے لگے کہ فلاں یہ کر رہا ہے فلاں یہ کر رہا ہے۔ میں نے کہا میں تو اس کتاب پر ایمان لاتا ہوں۔ میں تو اس کی باتیں کرتا ہوں اور جو کوئی کرتا ہے یا نہیں کرتا مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔

اور پھر سب سے آخر میں بارہواں ملک جہاں یہودیوں کا علیحدہ جپسیز (Gipsies) جن کی آج بھی کوئی دنیا میں عزّت نہیں کرتا ان کی عزّت کی، ان کو احترام بخشا مسلمان نے اور ان کی ثقافت اور رہن سہن کا جو طریق تھا اس میں دخل نہیں دیا یعنی زبردستی ان کو ان کی غاروں سے اٹھا کے مکان میں آباد نہیں کیا جس طرح یہاں جھگیوں سے اٹھا کے مکان دے دیتے ہیں۔ وہ جھگیاں اسی طرح قائم ہیں وہ تو یہاں کا مسئلہ ہے کراچی کا۔ وہ آپ جانیں اور وہ مسئلہ جانے۔ بہرحال وہاں جپسی نظر آتے ہیں اور اب بھی وہ وہاں رہتے ہیں لیکن اُس وقت عزّت سے رہتے تھے اب وہ بے عزّتی سے رہ رہے ہیں۔ بہرحال ساری رات میں نے دعا کی خدایا رحم کر ان پر اور پھر اسلام یہاں آئے۔ تو میں بہت بے چین ہو کے، تڑپ کے میں دعا کر رہا تھا تو مجھے آواز آئی وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ جو شخص خدا پر توکّل کرے اُسے یہ یقین رکھنا

چاہیئے کہ اللہ اس کے لئے کافی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمۡرِہٖ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ قَدۡ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیۡءٍ قَدۡرًا لیکن ہر کام کا ایک وقت مقدر ہے اس وقت ہوگا اور مجھے سمجھ آ گئی کہ ابھی وقت نہیں آیا، آئے گا یہ وقت۔ ۱۹۷۰ء کی بات ہے کہ طلیطلہ میں ایک چھوٹی سی مسلمان کی بنائی ہوئی ٹوٹی پھوٹی نیگلیکٹڈ (Neglected) مسجد تھی ہم نے کہا کہ ہمیں بیس سال تک اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دو۔ ہمارے مبلّغ نے مجھے کہا آپ سو سال کیلئے مانگیں اجازت۔ میں نے کہا نہیں، بیس سال کے اندر انقلاب بپا ہو جائے گا تو ہمیں زیادہ کی ضرورت ہی نہیں اور حکومت اس کے لئے تیار ہوگئی۔ جنرل فرینکو نے کہا ہاں۔ اس کے لاء منسٹر (Law Minister) کا بیچ میں دخل تھا اُس نے کہا ہاں۔ ایسا وزیر جو مسلمانوں کی جائیدادوں کے ساتھ جس کا تعلق تھا آثارِ قدیمہ کے ساتھ اس نے کہا ہاں دے دیں گے۔ اور آرچ بشپ ان کا جو ہے کارڈینل (Cardinal) سب سے بڑا پادری اس نے کہا نہیں۔ نہیں ہونے دوں گا اور وہ پرانا قانون ایسا ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر حکومت نہیں کر سکتی۔ نہیں دیا انہوں نے۔ یہ ۱۹۷۰ء کا واقعہ ہے لیکن وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسۡبُہٗ دس سال کے بعد زمین ہم نے خریدی وہاں۔ پہلے اجازت لی کہ یہاں مسجد بنانا چاہتے ہیں۔ مقامی آبادی نے کہا ہاں ٹھیک ہے بناؤ۔ قانوناً پھر مرکز سے پوچھنا تھا تو جو میڈرڈ کا نمائندہ قرطبہ میں رہتا ہے ان کے ہاں برانچ ہے ایک۔ آفسز (Offices) ہیں۔ انہوں نے اِن رائٹنگ (In writing) اجازت دی کہ ہاں مسجد بناؤ۔ دس سال میں وہ انقلاب عظیم بپا ہو گیا اور خدا تعالیٰ کا منشا پورا ہونا شروع ہو گیا وہاں۔ اور ہم وہاں گئے گنتی کے چند آدمی تیس چالیس ہوں گے کیونکہ سارے مبلّغ اکٹھے ہوگئے کچھ دوسرے آ گئے۔ امریکہ سے بھی آ گئے نمائندے کوئی، غالباً الفضل میں رپورٹ شاید چھپ بھی چکی ہے تھوڑی سی۔ میں نے وہ تار لمبی چوڑی دِلوا دی تھی لیکن وہ تو ٹھیک ہے ہمارا خیال تھا جائیں گے وہاں، گریہ وزاری کے ساتھ خدا کے حضور دعائیں کریں گے بنیاد رکھیں گے، آ جائیں گے لیکن وہاں خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اپنی انگلیوں میں لے کے یوں بدلا ہے کئی سو مرد و زن، چھوٹے بچے، بڑی عمر کے بوڑھے جن سے چلا بھی نہیں جاتا تھا، بوڑھے مرد، بوڑھی عورتیں، جوان، چھوٹے چھوٹے بچے گودوں میں وہ

آ گئے اور جس وقت بنیاد میں مَیں نے رکھا ایک پتھر، اس کے بعد منصورہ بیگم نے ساری دنیا کی احمدی مستورات کی طرف سے رکھا پتھر، اس کے بعد ہمارے جتنے مبلّغ تھے ان سے میں نے رکھوانا شروع کیا۔ اس وقت چونکہ فہرست نہیں بنی ہوئی تھی تین کے نام یاد نہیں رہے تھے اُنہوں نے نہیں رکھے لیکن ان سے اذانیں دلوا کے ان کا نام میں نے تاریخ میں محفوظ کر دیا۔ بہرحال تاریخ بھولے گی نہیں آ گیا ان کا نام بھی۔ پھر مجھے خیال آیا کہ جو خوشی کی جنونی کیفیت ہوتی ہے وہ کئی سولوکل آبادی کے اندر عیسائیوں کے اندر پیدا ہوئی تھی یعنی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جسم کے ہر پور سے خوشی کے دھارے بہہ رہے ہیں۔ اتنے خوش اتنے ہشّاش بشّاش کہ عید والے دن آپ میں سے بعض کے چہروں پر خوشی نہیں ہوگی جو ان لوگوں کے چہروں پر آئی ہوئی تھی۔ پھر میں نے جو ہمارا وہاں ہے آرکیٹیکٹ (Architect) اس کا نام لیا۔ میں نے کہا کہ آ کے تم بھی رکھو پتھر۔ وہ بڑا خوش، جذباتی ہو گیا، ایموشنل (Emotional) آنکھوں میں آنسو آ گئے اس کے۔ پھر پیڈروآباد (Pedroabad) نام ہے اس قصبے کا، کوئی کم وبیش تین ہزار کی آبادی ہے میں نے کہا کہ پیڈروآباد کی جو سب سے بڑھیا عورت ہے وہ آ کے پتھر رکھے۔ تو ایک مائی جس کو دو دوسری عورتیں سہارا دے کے چلا رہی تھیں اس نے آ کے پتھر رکھا۔ میرا خیال تھا کہ تین چار سال کا بچّہ ہو گا سب سے چھوٹا تو میں نے کہا جو یہاں پیڈروآباد کا سب سے چھوٹا بچّہ ہے وہ آ کے پتھر رکھے۔ تو ایک ماں اپنی گود کا بچّہ لے کے آ گئی۔ وہ تو پتھر اٹھا بھی نہیں سکتا تھا اور اس ہجوم میں وہ دھکّم پیل میں گھبرا بھی گیا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مَیں نے پتھر پکڑا دیا۔ پھر میں نے ماں کو کہا تو اس کی طرف سے رکھ دے یہ تو اس قابل نہیں ہے۔ بس اس سے رکھوا دیا لوگ چھلانگیں مار رہے تھے۔ گیت گا رہے تھے اپنی زبانوں میں اور میں نے پوچھا کہ یہ کیا گا رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا ہم اپنی زمین پر خوشی کے گانے گا رہے ہیں۔ ان کی زمین پہ مسجد بن رہی تھی اور وہ خوشی کے گانے گا رہے تھے۔ ایک دکان پہ گئے تو وہاں کام کرنے والی ایک عورت نے کہا کہ میں پیڈروآباد کی رہنے والی ہوں۔ میں تو کل یہاں کام پر تھی۔ جمعہ والے دن ہم گئے اگلے روز ہی لیکن واپس گئی تو میں نے سارا کچھ سنا جو وہاں ہوا اور بڑی وہ بھی ایکسائیٹڈ (Excited)۔ اور ایک بارہ میل سے ایک میئر صاحب آ گئے دھکے کھاتے ہوئے۔ ان لوگوں نے تو جو میرے گرد

سر کل (Circle) ایک بنایا ہوا تھا، احاطہ کیا ہوا تھا میرا وہ ایک منٹ نہیں توڑا۔ میں توڑ کے نکلتا تو پھر وہاں آ کے میرے ارد گرد جمع ہو جاتے سارے۔ ایک شخص کو میں نے دیکھا بڑے اچھے کپڑے پہنے ہوئے وہ دھکے کھاتا ہوا میری طرف بڑھ رہا ہے۔ مجھے یہ خیال آیا کہ کوئی احمدی ہے جو دیر بعد پہنچا ہے، بنیاد کے وقت نہیں پہنچ سکا۔ تو اب یہ میرے پاس آ رہا ہے سلام کرنے کیلئے۔ جب وہ اتنا قریب آیا کہ وہ بھی جھک جائے اور میں بھی جھک جاؤں تو ہم سلام، مصافحہ کر سکتے ہیں ایک دوسرے سے۔ تو جب میں نے ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا تو آگے بڑھ کر بڑی مشکل سے پہنچتا تھا وہ اس نے مجھے پیار کیا۔ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ یہ احمدی ہے لیکن اس کے بعد جو اُس نے بات کی وہ یہ تھی کہ میں بارہ میل پہ ایک اور گاؤں ہے دس بارہ ہزار کی آبادی کا وہاں کا میئر ہوں اور یہ درخواست کرنے آیا ہوں کہ وہاں بھی مسجد بنائیں لیکن خوشیوں کے یہ سامان خدا تعالیٰ نے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ کے ایک علامت کے طور پر ہمیں بتا دیا ہے کہ خدا تعالیٰ پر توکّل رکھو سارے کام ہوں گے۔ لیکن اب مجھے یقین ہے کہ پادری کی طرف سے بتاتا، چرچ کی طرف سے بڑی سخت مخالفت ہو گی۔

اب میں بتاتا ہوں اس مختصر آؤٹ لائن (Out line) کے بعد جو آپ کو بتائی کہ دو ذمّے داریاں آپ پر آتی ہیں۔

ایک یہ کہ ساری صدی جو یہ گزری یہ ہجری، ہجری صدی کا اختتام آ رہا ہے نا چند دنوں تک اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے لے کے آج تک اللہ تعالیٰ کے اس قدر فضل ہم پر نازل ہوئے ہیں کہ ان کا شمار نہیں اور یہ دھارا فضلوں کا شدّت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے یعنی ہر سال آنے والے سال میں جو فضلوں اور رحمتوں کی تعداد ہے وہ پہلے سال سے کہیں بڑھ کر ہے اور وہ جو اکیلا تھا اسے خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق ایک کروڑ بنا دیا۔ وہ جس کو اس کے گھر والے بھی پہچانتے نہیں تھے اور پوچھتے نہیں تھے، ایسے علاقے پیدا ہو گئے کہ جیسے غانا میں میں نے کہا کہ حکومت سمجھتی ہے کہ اتنے مضبوط ہو گئے ہیں کہ ہم کو اب اگنور (Ignore) نہیں کر سکتے اور یہ جو آخری سال تھا اس ہجری صدی کا آخری سال، چند دنوں میں ختم ہو رہا ہے، اتنا عظیم احسان ہم پر کہ وہ جو جب بارہ ہزار تھے تو لاکھوں کی عیسائی

فوج پہ بھاری تھے اور جب لاکھوں بن گئے تو شاید اپنے سے کم تعداد پہ بھی بھاری نہ رہے اور چابی پکڑا دی انہیں۔ اس واسطے خدا تعالیٰ سے یہ دعائیں کرتے رہنا چاہیئے اس کی حمد کے ساتھ کہ جو اس نے ہدایت کا راستہ ہمیں دکھایا اور جس وجہ سے وہ ہم پہ فضل اور رحمت کر رہا ہے وہ وجہ ہمیشہ ہماری ، ہماری نسلوں کی زندگی میں قائم رکھے اور چند دن رہتے تھے یعنی نو تاریخ ایک مہینے سے کم ایک دو دن ، اغلباً ۸؍نومبر کو پندرھویں صدی ہجری شروع ہو رہی ہے۔

اُس وقت پانچ سو سال کے بعد ابھی پورا حساب نہیں نکالا کچھ فرق ہے لیکن اغلباً پانچ سو کچھ سال ہیں، پانچ سو سال کے اندھیرے کے بعد وہ جو علامت بن گیا تھا اسلام پر غلبہ کی، وہ جو علامت بن گیا تھا ظلمتوں کے قائم ہونے کی وہاں خدا تعالیٰ کے پیار اور خدا تعالیٰ کے نور اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قوت قدسیہ کی جو شمع ہے اس کی روشنی نظر آنے لگی اور یہ جو بنیاد رکھی گئی اس میں کئی وہاں کے باشندے سپین کے جو احمدی ہو چکے ہیں وہ شامل ہوئے یعنی یہ نہیں کہ صرف باہر والے بلکہ کئی خاندان احمدی ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ ہم امید رکھتے ہیں کہ جس طرح اور جگہ ہوا یہاں بھی وہ بڑھتے چلے جائیں گے۔

ایک تو خدا تعالیٰ کی حمد ہر وقت کرو۔ میں نے چند سال ہوئے عزم اور حمد کا آپ کو ایک ماٹو دیا تھا یہ وہی ان فولڈ (Un folf) ہو رہا ہے اور دوسرے یہ عزم کریں اور پختہ عزم کریں کہ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمتوں سے نواز کر ہمیں محبت کے جس مقام پر کھڑا کیا ہے ہمیں اور ہماری نسلوں کو کبھی وہاں سے گرنے نہ دے اور قیامت تک اسلام کی صحیح اور حسین اور منوّر شکل دنیا میں قائم رکھنے والے، قائم کرنے والے ہمیں بنائے۔

اس کے لئے بڑی ذمہ داریاں ہیں بڑوں پہ بھی اور چھوٹے بچّوں پہ بھی ایک نسل نے سکھانا ہے دوسری نسل نے سیکھنا ہے اور اسی طرح ہوتے چلے جانا ہے جب تک کہ ساری دنیا کثرت کے ساتھ اسلام میں داخل نہ ہو جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان میں جو اسلام سے باہر رہ جائیں ان کی حیثیت چوہڑے چماروں کی طرح یا ان سے بھی بدتر ہو گی لیکن یہ نہ ہو کہ آپ بھی چوہڑے چماروں سے بدتر ہو جائیں جیسا سپین میں ہوا۔ خدا نہ کرے کہ وہ ایسا سورج کبھی چڑھے ہم پر اور ہم خدا تعالیٰ کی نگاہ میں جو عزّت ہمیں حاصل ہوئی

ہے اس کی نگاہ سے ہم گر جائیں اور دور ہو جائیں اور اس کے قہر کے نیچے آ جائیں اور یہ نعرہ بلند ہو اس کے حکم سے اس کے فرشتوں کا کہ اے فجّار ، فسّاق کو فاسقین کو، اسلام پر عمل نہ کرنے والوں کو قتل کرو۔ یہ بھی ہوا ہے ہماری تاریخ میں۔ تفصیل میں میں اس وقت نہیں جا سکتا۔

بہر حال دو ذمہ داریاں ہیں۔ خدا کا شکر ادا کریں اور انتہائی کوشش ، انتہائی کوشش جو آخری اونس (Ounce) ذرّہ ہے آپ کی طاقت کا وہ اسلام کے غلبہ کیلئے لگا دیں اور بالکل نہ دھیان دیں ان آوازوں کی طرف جو آپ کو ناٹ مسلم (Not Muslim) قرار دیتی ہیں۔ کیونکہ جس طرح میں نے وہاں کہا۔ میں نے کہا میں علی وجہ البصیرت یہ اعلان کرتا ہوں پھر دورے میں بھی میں نے کہا کہ خدا مجھے اپنی زبان سے مسلمان کہتا ہے تو خدا کی آواز مجھے مسلمان کہے اور انسان کی آواز مجھے غیر مسلم کہے تو کیا میں انسان کی آواز کے پیچھے چل پڑوں گا۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں خدا کے پیار سے دور نہیں لے جا سکتی۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے پرے نہیں ہٹا سکتی۔ جو دامن محمد صلی اللہ وعلیہ وسلم کا ہم نے پکڑا ہے وہ اس مضبوطی سے پکڑا ہے کہ کوئی طاقت اسے چھڑوا نہیں سکتی اور جو نور خدا تعالیٰ نے ہماری زندگیوں میں اسلام کا اور اپنی صفات کا پیدا کیا ہے اس نور میں زندہ رہنا، اس نور میں مر جانا ہزار زندگیوں سے اچھا سمجھتے ہیں ہم۔ خالدؓ بن ولید نے ایک موقع پر کہا تھا اسلام کے دشمنوں سے کہ تم ہمارے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتے کیونکہ جتنا پیار تمہیں اس دنیا کی زندگی سے ہے اس سے زیادہ پیار ہمیں اُخروی زندگی کے ساتھ ہے۔ جس کا مطلب ہے موت سے ہم پیار کرتے ہیں تو جو قومیں خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر اس کے وعدوں پر ایمان لاتی اور اُخروی زندگی پر ایمان لاتی ہیں ان کو یہ دنیا چھوڑنی دوبھر نہیں ہے۔ جو کامل یقین رکھتی ہیں کہ مرنے کے بعد زندگی ہے اور اپنے بندوں پر خدا بڑا فضل کرے گا مرنے کے بعد، ان کو کیا فرق پڑتا ہے یہ دنیا چھوڑ کر وہاں جانے کا۔ سوائے اس فرق کے کہ وہ بُری جگہ چھوڑ کے ایک اچھی جگہ چلے گئے، ایک دکھ کی جگہ چھوڑ کے وہ خوشیوں کی جگہ میں چلے گئے۔ ایک بدصورت جگہ کو چھوڑ کے ایک حسین جگہ چلے گئے۔ ایک بھوک اور ننگ اور پیاس کی جگہ کو چھوڑ کے ایک سیرابی کی جگہ پہ وہ چلے گئے۔

تو عزم کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو نباہیں اور عاجزی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور جھکیں

اور اس کی صفات کے ترانے گائیں اور اس کے بندوں کی خدمت میں لگے رہیں خواہ وہ بندے اپنے جوتے کی ٹھوکر آپ کو لگانے والے ہوں پھر بھی آپ خدمت سے باز نہ آئیں۔ اس کے بغیر آپ ان کے دل نہیں جیت سکتے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کے دل ضرور جیت کے رہیں گے، اپنے لئے نہیں خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)